تحریر: الاستاذ عبدالمنعم مصطفےٰ احمد

ترجمہ: محمد حبیب الرحمٰن خان ندوی

بہائیت

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی خطرناک سازش

یہود کی عالمی برادری اور اس کے بطن سے جنم لینے والے خدا بیزار کمیونزم کے خاص پلان کے تحت جدید تمدن و فلسفہ اور صُبت پرستانہ عقائد کی ایک لہر، طوفان بن کر، ملت اسلامیہ کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا چاہتی ہے۔ یہ ایک زبردست یورش ہے جو اسلام کے مکمل استیصال کی خواہاں ہے۔ اسلامی دُنیا کے خلاف اس سخت اور سرکش حملے کا، جو روشن خیالی، جمہوری آزادی، اور نئے اُفق کی تلاش و جستجو کے نام سے ہوا۔ نئی دُنیا نے مشاہدہ کرلیا کہ یہ فکری جہاد مسلمان عقل کو قید کر کے اسے ملیامیٹ کرتا ہے مسلمانوں میں جو صحیح ایمانی قدریں اور اسلامی روایات گھر کیے ہوئے ہیں ان کا ستیاناس کرتا ہے۔ اور اس بات اور اس عہد کو پہنچ چکی ہے کہ جب علمائے اسلام اور عارف باللہ افراد اس کے مقابلے کے لئے میدان میں آکر اس ٹولے کی خواہشات اور ان کے معتقدات کی دھجیاں بکھیرتے ہیں تو یہ لوگ فکری روشن خیالی کے نام پر

چیخ و پکار کرنے لگتے ہیں اور عقلی بند شولہ کو کھلی دیتے ہیں۔ یہ گمراہ اور بد باطن افراد کا شیوہ ہے۔ جو آزادیٔ فکر و خیال کے پردے میں چھپ کر گوریلا جنگ کے عادی ہیں۔

یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی ممالک کی سربراہی عموماً ایسے افراد کے ہاتھوں میں ہے جو اس ٹولے کے پروپگنڈہ سے فوراً متاثر ہوتے ہیں اور مسلمان مجاہدین کے خلاف اعلانِ جنگ کرکے انھیں قید کر لیتے ہیں۔ یا بہت کرم کیا، تو ان کے گھروں میں نظر بند کر دیتے ہیں۔ گویا اُن کی زبانوں کو کاٹ لیتے ہیں جو مسلمانوں کو صحیح لائنوں پر رکھنے کی سعی کر سکتے ہیں۔ پھر میدان صاف ہو جاتا ہے اور تخریب و فساد اور اکھاڑ پچھاڑ کرنے والوں کو سنہری موقعہ میسّر ہو جاتا ہے۔ اور یہ یہودیت کی مہربانی اور عالمی سامراج کی عنایات سے اسلامی تعلیمات کے خلاف اس طرح زہر پھیلاتے ہیں کہ عوام اسے محسوس بھی نہیں کر سکتے۔ عوام میں کسی شے کا سرایت کر جانا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

ان ہی مذکورہ سوانح و کوائف میں ہم ایسے مصنوعی مذاہب کا پرچار دیکھتے ہیں، جو مر کر زندہ ہو رہے ہیں جنھیں انسانیت ان کی عفونت کی وجہ سے رَد کر چکی ہے اور ابھی بھی ان کی عفونت کم نہیں ہوئی۔ وہ نئے نئے لباس اور نئے نئے رنگ میں ظاہر ہو کر اسلامی ملت کے لئے وبال بن جاتے ہیں۔ اخیر دور میں بہائیت اسی طرح کی ایک مذموم کوشش ہے۔ اس سے قبل اسماعیلی فرقے نے تخریب کاری کی۔ اس کے بعد قادیانیت نے کفر و الحاد اور بے غیرتی کے کانٹے بکھیرے۔ اُن میں آخری سازش بابیت یا بہائیت ہے جس نے مصر جیسے اسلامی و علمی ملک میں بال و پر نکالنے شروع کئے — حیرت ہے کہ اس ناگ کو وہاں فوراً کیوں نہ کچلا گیا۔

یہ بابیت یا بہائیت ہے کیا۔ اور اس نے کس طرح اپنے لئے راہ ہموار کی۔ یہود کی عالمی برادری سے اس کا کیا رشتہ ہے، اور اس نے اسرائیل کی خدمت اور

مسلمانوں کے لئے اس کی خطرناکی بھی زیر بحث آئے گی۔ وباللہ التوفیق۔

بابیت کی پیدائش

بابی مذہب کا بانی علی محمد رضا شیرازی ہے جو ایران کے شہر شیراز میں ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوا اس کا باپ اس کے پیدا ہوتے ہی راہیٔ عالم آخرت ہو گئے، اس کے ماموں علی شیرازی نے اس کی کفالت کی جو تجارت کا مشغلہ رکھتے تھے۔ جب علی محمد شیرازی سترہ سال کا ہوا تو اپنے ماموں سے الگ تجارت کرلی، اس وقت اسے پڑھنے پڑھانے سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس کے ماموں نے بہت کوشش کی کہ اسے فقہ و شریعت اور علم منطق کی تعلیم دے، مگر یہ اس سے محروم رہا۔ البتہ عربی لغت اور فارسی قواعد اس نے اچھی طرح سیکھ لئے اور عربی خطاطی میں کمال پیدا کیا۔ ماموں سے الگ ہو کر تجارت میں خوب پھلا پھولا، اور حلال کمائی سے شادکام و بامراد ہوا۔ پھر اس نے علوم دینیہ کی طرف توجہ کی اور ریاضت سے بھی دلچسپی لینی شروع کی' اس عرصہ میں اسے کچھ غالی صوفی مل گئے جن سے اس نے جلائے نفس کی خاطر سخت ترین مجاہدوں کی تربیت لی اور بڑی کڑی ریاضتیں کر کے نفس کو مشقتوں میں ڈالا۔ رات بھر کھڑے ہو کر نوافل پڑھتا اور دن میں سورج کی چلچلاتی دھوپ میں کھڑے کھڑے شام کر دیتا جس سے اس کی طبیعت میں ذھول' بھول، اور غصہ کی ایسی کیفیت پیدا ہو گئی کہ بات نہ کی جا سکے، بالکل پاگلوں کی طرح ہو گیا۔ نتیجہ میں اس کے قوائے فکری و عقلی متاثر ہوئے۔ اس کا ماموں اسے اس خطرناک راہ سے موڑنے میں ناکام رہا۔ اس کی باتیں عموماً ایسی ہونے لگیں جو سمجھ میں نہ آسکیں حکیموں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ کربلا اور نجفِ اشرف کا سفر کرے۔ وہاں کھلی ہوا اور معتدل فضا میں علاج کرائے اور وہاں کے علماء سے علمِ دین حاصل کرے ——— یہ کربلا اور نجفِ اشرف کے سفر پر روانہ ہوا، اس وقت اس کی عمر بیس سال تھی۔ وہاں یہ کچھ باطنی (قرامطہ) لوگوں کے ساتھ گھل مل گیا۔ منجملہ ان کے شیخ احمد زین الدین احسائی، فرقۂ شیخیہ کا بانی تھا جو تصوف فلسفہ و

شریعت کے ساتھ امامیہ۔ اثنا عشری دعقائد کو یونان کے فلسفہ قدیم سے ملاتا تھا اور پھر اس بھان متی کے کنبے کو کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا نئے طرز اور جدید انداز میں پیش کرتا تھا شیخ احسائی کے مشہور شاگردوں میں اس وقت کاظم آشتی تھا جو فرقہ کشفیہ کا بانی تھا اور اپنے شیخ کے ساتھ ساتھ مہدی منتظر کے ظہور کے قرب کا اشتہار دیتا تھا۔ دھوکہ، ریاکاری اور سیدھے سادے عوام کو اس وہم میں ڈالنے کی مختلف صورتیں اختیار کرتے کہ مہدی کی آمد کے دن قریب آچکے ہیں اور یہ کہ آجکل انھیں کا دور دورہ ہے۔ اور مہدی ان کے درمیان زندگی گذار رہے ہیں، اور یہ آشتی مرزا علی محمد رضا کی طرف اشارہ کرکے کہتا تھا کہ یہی ہیں وہ مہدی منتظر جن کا انتظار تھا ——

شیخ احمد احسائی کون تھا

متعدد مستشرقین نے اس بات کا اشارہ دیا ہے کہ شیخ احسائی قبیلۂ احسار سے نہ تھا اور تاریخی حیثیت سے بھی اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ ایک مغربی پادری تھا جسے عالمی استشراق کے مرکز نے انڈونیشیا سے شرق خصوصاً عالم اسلام کی طرف بھیجا تھا۔ یہاں آکر بظاہر وہ مسلمان ہوا۔ عربی و فارسی زبان سیکھی اور ان میں اچھی خاصی استعداد پیدا کرلی، عام مستشرقین کی طرح پھر اپنے پروگرام کے تحت ایران آیا پھر عراق اور کربلا آکر یہیں طرح اقامت ڈالی تاکہ وہاں کے باشندوں کے عقائد خراب کرے اور دینی احکام میں تغیر و تبدیلی ——

تفصیل کے لئے: (الکشاف الفرید عن معاول الھدم و نقائض التوحید شیخ خالد محمد علی الحاج)۔

دیوانہ: مذہب دیوانگی ہی کا بانی ہو سکتا ہے

کاظم آشتی کے اشارہ کے بعد کہ علی محمد رضا ہی مہدی ہے۔ اس نے گنجلک عبارتیں اور بے رابطہ جملے بولنے شروع کئے جیسے گھروں میں دروازوں سے آؤ۔ فادخلوا البیوت من ابوابھا (البقرۃ) —— اور

ــــ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کے دروازے ہیں۔ اور اسی طرح یہی فرمایا کیں۔ وصول الی اللہ۔ اللہ تک پہنچنا مشکل و ناممکن ہے کیونکہ راستے نامعلوم کوشش بے سود ہاں البتہ رسول و نبی ہو کر اور ولی بن کر وصول الی اللہ ممکن ہے۔ اور ان مراتب تک پہنچنا بلا وسیلہ جب مشکل و ناممکن ہے۔ بس یوں کہ میں ہی وہ ما فوق اہم واسطہ ہوں جس کے ذریعہ ان درجاتِ عالیہ تک رسائی آسان ہے۔ اور جب گھروں میں بلا دروازہ داخل ہونا جائز نہیں تو بس میں ہی یہ دروازہ ہوں، اس وقت اس نے اپنا نام باب رکھا اور اسے اپنا لقب بنا لیا۔ اس کے پیروکار بابی کہلائے۔

بابی تحریک کا ابتدائی سفر

باب نے اپنی دعوت ۱۸۴۴ء میں شروع کی اور اس کا پہلا متبع ملا حسین بشروی تھا۔ جس نے ۵ جمادی الاوّل ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۸۴۴ء میں اس کی بیعت کر کے اس کا اتباع کیا تو اس نے اس کا نام باب الابواب رکھا۔ دروازوں کا دروازہ۔

بابیہ کے نزدیک عدد ۱۹ کی اہمیت

ملا حسین بشروی نے جس دن باب کے اتباع کا جُوا اپنے گلے میں ڈالا، اس دن کو یہ اپنی عیدوں میں شمار کرتے ہیں۔ اس کا نام عید المبعث۔ مبعوث ہوئے بھیجے جاتے ــــ کی عید اور باب نے جیسے تیسے اتنی استعداد بنائی کہ اپنے گرد اٹھارہ آدمی جمع کر لئے۔ اور ان کا نام رکھا جماعۃ الحی۔ زندوں کی جماعت۔ اور اس کی تاویل یہ کی کہ حی کے عدد بحساب ابجد آٹھ ہوئے اور یا کے دس مجموعہ اٹھارہ ہوا اور خود ان میں مل کر ۱۹ کا عدد پورا کیا۔ اس تکنیک سے ۱۹ کا عدد بابیوں ــــ بہائیوں ــــ کے نزدیک نشانِ تقدس بن گیا۔

اس جماعت کو باب نے پورے ایران میں اپنی دعوت پھیلانے کا حکم دیا اور

انھیں رخصت کرتے وقت یہ ہدایات دیں کہ ایک رجسٹر میں ہر اُس آدمی کا نام لکھیں جو ان کی بات مان جائے اور اسے ان ناموں کی فہرست بھی دیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا:۔

"میں عنقریب ان اسماء کو اٹھارہ ابواب میں مدون کروں گا۔ اور ہر باب کو ایسے ترتیب دوں گا کہ وہ ۱۹ ناموں پر مشتمل ہو گا۔ ہر باب مجموعہ میں ایک ہی شمار ہو گا۔ اٹھارہ بابوں میں پھیلے ہوئے یہ نام جب واحد اوّل کی طرف منسوب ہوں گے جو میرے اسم سے ہو گا۔ اور اٹھارہ حروف کے نام جو در اصل لفظ "حی" کے عدد ہیں یس یاد رکھنا یہ عدد ۱۹ ہر شئے کا عدد بن جائے گا۔ لوح محفوظ میں مرقوم تمام مؤمنوں کے ناموں کا تذکرہ کروں گا، یہاں تک کہ ہمارے دلوں کے محبوب ان پر اپنی برکات نازل فرمائیں گے جن کا کوئی شمار نہیں اس دن جبکہ اس کے عرش مجید میں قرار آ یا۔ اور انھیں جنت کے باشندوں میں شمار فرمائیں گے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ باب اسلام سے نکل بھاگنے کی راہ ہموار کر رہا ہے اور ایسی لائنوں کی تلاش میں ہے کہ اسلام سے نکل بھی جائے اور مسلمانوں کو اس کے ارتداد کی خبر بھی نہ ہو اس لئے کہ یہ صرف اپنے مؤمنوں کے ناموں کو مدون کرے گا لوح اللہ میں تاکہ انھیں جنت کا مکین بنائے۔

۱۹ کے عدد کی روشنی میں باب نے مہینوں کو بھی انیس ۱۹ ٹھہرایا، ہر مہینہ ۱۹ دن کا اس حساب سے سال کے تین سو اسٹھ دن ہوتے ہیں۔

باب مہدیٔ منتظر بننے کا آرزومند ہے

باب اور اس کے مریدوں کی دعوت کو باطنی فرقوں اور اثنا عشری عوام و سادہ لوح لوگوں کے ہاں کافی پذیرائی ہوئی بالخصوص اس کے نظریئے۔ مہدیِ منتظر کی تشریف آوری۔ اور یہ کہ باب انھیں سے اپنی تعلیمات حاصل کرتا ہے۔ اس طرح عقائدِ

فاسدہ و مظلم ستاریک اور بگڑے ہوئے عقائد سے ظاہر ہوئی اور منحرف عقل جنم لیتی ہے چنانچہ باب نے جب آواز کی پذیرائی اور اپنی شہرت کا آوازہ سنا اور محسوس کیا کہ میں کچھ ہوں۔ تو اپنی پہلی دعوت سے مکر گیا اور اسے منسوخ کر کے دعویٰ کر بیٹھا کہ وہی مہدیٔ منتظر ہے۔ اور یہ امام مہدی کا جسم لطیف اس کے مادی جسم میں حلول کر گیا اور وہ عنقریب ظاہر ہوں گے تاکہ زمین میں ظلم وستم کے رواج عام کے بعد اسے عدل و انصاف سے بھر دیں۔

حقیقت میں بابیوں کے عقیدہ اور ان کی پوشیدہ تعلیمات باب کے مادی جسم میں حلول مہدی کی فکر سے متعارض نہیں، اس لئے کہ امام ان کے تئیں۔ زمین پہ مظاہر خداوندی میں سے ایک مظہر اور لوگوں کے لئے اس پر منکشف حقائق کی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے عجب کشف وکرامت میں کوئی شخص اس مقام کو حاصل کر لے تو پھر وہ امام کے مرتبہ پر بھی فائز ہو سکتا ہے" اور یہ منجملہ باب کے دعاوی کے ایک دعویٰ ہی ہے کہ وہ اپنی موت سے زیادہ ترقی یافتہ صورت میں ظاہر ہو گا پھر اس کا یہ دعویٰ ہو گیا کہ وہ محض امام غائب ہی سے افضل نہیں بلکہ (عیاذاً باللہ) وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ سے بھی افضل ہے۔

باب گمراہ کرنے کے لئے شیطان کی سواری ہے

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: گمراہ اور اہلِ بدعت کی مبتدعانہ عبادات کو جو سراسر خرافات ہوتی ہیں شیطان ان کے لئے سنوار اور سجھا دیتا ہے اور شرعی راستوں کو ان کے تئیں مبغوض بنا دیتا ہے حتیٰ کہ ان کو علمِ قرآنِ کریم اور اللہ کے تذکرہ سے وحشت ہوتی ہے اور نفرت بھی۔ (مجموعہ رسائل و مسائل ۵/۹۹)

آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ باب نے دعویٰ کیا کہ وہ عیاذاً باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے۔ (وباب؟)

شیطان رجیم کے اتباع میں کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو چیلنج کیا کہ قرآن کریم کی ایک سورت یا ایک آیت کے مثل بنا کر دکھاؤ۔ اور باب چیلنج کرتا ہے تمام دُنیا کو کہ اس کے بیان کے بابوں میں سے ایک باب بنا کر لاؤ۔ اور باب نے اپنے لیے متعدد القاب اختیار کرلئے منجملہ ان کے ایک "ذکر" ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے کہ: انا نحن نزلنا الذکر میں ذکر سے مراد وہی ہے۔ اور البیان سے بھی اپنے کو موسوم کیا اور یہ آیت پڑھی:۔ اَلرَّحْمٰنُ ہ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔ کہتا ہے کہ انسان تو محمدؐ ہیں اور وہ خود۔ باب۔ بیان ہے۔

اسلام اور مسلمان کے خلاف اس قسم کی بیہودہ بکواس کے بعد علمار وعوام اس کے خلاف بھڑک اٹھے، حاکم شیراز نے باب کے داعیوں اور اس کے معاونوں کو طلب کیا اور ان سے باب کے متعلق تحقیقی گفتگو کی انھوں نے بلا کم وکاست۔ باب کے متعلق جو کچھ ان کو معلوم تھا، سب کچھ بتلا دیا۔ حاکم نے علمار سے فتویٰ لیا جواب میں باب اور اس کے معاونین وانصار کافر اور واجب القتل قرار پائے۔ مگر حاکم شیراز نے انھیں بجائے قتل شیراز بدر کر دیا اور اپنے کچھ سپاہی ابی شہر کی جانب بھیجے وہ باب کو پکڑ لائے تاکہ علمار کے ساتھ ان کے مناظرہ کا دلچسپ مشاہدہ کریں۔ علمار نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا۔ البتہ بعض علمار نے انھیں بجائے کافر قرار دینے کے مجنون، پاگل اور حواس باختہ قرار دیا حاکم نے اشارہ کیا اور سپاہیوں نے باب کو مجلس سے کھینچا۔ اور اسے اچھی طرح مار لگائی۔ پھر حاکم نے اسے اس کے ارتداد کے باعث قتل کرنا چاہا تو باب فوراً اپنے پیروکاروں کے پروپگنڈے سے باز آیا۔ شیراز کی جامع مسجد میں علی الاعلان یہ تقریر کی:۔

"اللہ کا غضب نازل ہوا اس پر جو مجھے امام کا وکیل خیال کرے یا اس کی طرف کھلنے والا دروازہ۔ جیسا کہ وہ خود کہتا تھا، اور اس پر خدا کی پھٹکار ہو جو میری طرف توحید الٰہی کے انکار کی نسبت دیتا ہو یا یہ بات کہ میں محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی

نبوت کا منکر ہوں یا خدا کے رسولوں میں سے کسی کی رسالت کا منکر ہوں یا وصیت علی کرم اللہ وجہہ اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کا کسی بھی حیثیت سے منکر ہوں۔"

اس طرح باب نے قتل سے چھٹکارا پایا۔ مگر باطن میں اسے اپنی دعوت کا چسکہ پڑ چکا تھا اور دل سے چاہتا تھا کہ اس کی یہ دعوت دی جاتی رہے چنانچہ ۱۸۴۵ء میں عراق میں اپنے نمائندوں کو خط لکھا:۔

"میں تمہارے پاس آ نہیں سکتا جیسا کہ میں نے پہلے وعدہ کیا تھا اس لئے تم اپنا کام جاری رکھو، میری ہدایات کو اپنا رہنما بنا کر کام کرو"

اور اپنے ایرانی نمائندوں کو دعوت کے سلسلے کو مضبوط و پائیدار بنانے کی خاطر اصفہان میں جمع ہونے کی، دعوت دی۔ ۱۸۴۶ء میں باب اصفہان کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔ جہاں اس کے نمائندے اور پیروکار پہلے سے جمع تھے وہاں پھر اپنی دعوتی مصروفیتوں میں پھرتی اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

اسلام سے ارتداد

۱۸۴۷ء میں بادشاہ نے باب کو قلعہ ماہ کوہ میں بند کرنے کا حکم دیا جو عثمانی حکومت و ایران کی درمیانی حدوں پر واقع ہے۔ اس گرفتاری نے اس کے پیروکاروں میں بغاوت کے جراثیم پیدا کر دے اور اب وہ علی الاعلان اپنی دعوت دینے لگے جبکہ اُن کی گرفتاری سے پیشتر وہ پوشیدہ طور پر دی جارہی تھی، اور اس کے متبعین دن بدن بڑھنے لگے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ حکومت نے باب کو قلعہ چہریق کی طرف منتقل کرایا۔

باب کے پیروکاروں کے اہلِ حل وعقد اور اس کے قطبوں نے رجب ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں صحراء بدشت میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں اکیاسی قطب جمع ہوئے جن میں اہم نام یہ ہیں: ملا حسین بشروئی، حاجی محمد علی بافروش ملقب بقدوس قرۃ العین زرین تاج جنہیں بعد میں طاہرہ کے لقب سے یاد کیا گیا اور میرزا علی حسین،

بابؔ کے نام سے موسوم تھا۔ اس کانفرنس میں دو اہم رموز زیر بحث آئے: باب کا قید
پھر ظاہر کسی مامون جگہ پر منتقل کرنا۔ مبادئ بابیہ اور دین اسلام کے درمیان حد بندی۔

عقائد و مبادی

بابیہ نے جب پیراہن اسلام اتار پھینکا اور اسلام سے متصادم افکار و آراء اختیار کر لئے تو ضروری ہے کہ
یہ عقائد بھی زیر بحث لائے جائیں (۱) خدا کے متعلق ان کے خیالات (۲) ان کی
ت (۳) معاملات اللہ تعالیٰ کے متعلق بابی مذہب کے اساسی عقائد و مبادی
یا وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں مگر صفات الٰہیہ کی تشریح عقیدۂ باطنیہ کے
اختیار کرتے ہیں کہ ہر چیز کے دو رخ ہوتے ہیں، ظاہر اور باطن۔ اور یہ کہ وجود انسانی
ملکوتی میں ایک مظہر ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نقطۂ حقیقی ہے اور کل کائنات اسکی مظہر ہے تعالیٰ
ذٰلک، اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور اسی کیلئے ہے یہاں کی ملکوت
: زمین و آسمان اس کے دست قدرت میں ہیں اور وجود کوئی سب کچھ اس کے
سے پیدا ہوئے ہیں مگر بابی مذہب اس کے خلاف وجود کون کو مظاہر خداوندی میں سے
سمجھتا ہے اور اسی سے حلول اتحاد کی بنیاد فراہم ہوتی ہے جو قدیم اغریقی مادہ فلسفہ سے ماخوذ و مستنبط ہے۔

یا امام

نبی کے متعلق بھی ان کا عقیدہ بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے
متعلق تھا۔ نبی یا امام اپنی زندگی تک زمین میں مظاہر خداوندی میں سے
ظہر ہے سا اور اس مرتبہ تک کسی بھی انسان کا پہنچنا کچھ متعین اخلاقی صفات کی تکمیل پر موقوف
ہیں وہ امر واقعی سے تعبیر کرتے ہیں، تاکہ حقیقت تک اس کی رسائی ہو سکے جس آدمی
اخلاق و صفات کو مکمل کر لیا جو نبی یا امام کے اندر پائی جاتی ہیں وہی مظہر الٰہی بننے کا اہل ہو
ہے اور دعوت و تبشیر کے کام کی سربراہی کا اسی کو حق پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے باب
جائز ہے اور صحیح بھی۔ انھیں کے زعم کے مطابق کہ وہ نبی کے بعد زمین میں مظاہر خداوندی
ایک مظہر ہے۔

عبادات اولاً ہر بالغ بہائی پر نماز فرض ہے، جو نو رکعات میں اور بلا جماعت ادا کی جاتی ہیں اور اس کے تین اوقات ہیں۔ صبح۔ دوپہر۔ شام نماز میں شیرعکا کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ جہاں بہاء اللہ کی قبر ہے۔ نماز کے لئے پانی سے وضو کی ضرورت ہوتی ہے اگر پانی نہ ملے تو آدمی بسم اللہ الاطہر الاطہر پانچ دفعہ کہہ کر نماز شروع کر دیتا ہے۔ تیمم نہیں کرتے جیسا کہ مذہب اسلام میں مشروع ہے۔

دوم روزے۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بابی اور بہائیوں کے نزدیک ۱۹ کا عدد مقدس ہے اسی لئے انھوں نے سال کے ۱۹ مہینے بنائے اور ہر مہینہ ۱۹ دن کا جس سے سال کے تین سو اکسٹھ دن ہوتے ہیں۔ سال کے باقی دن ان کے نزدیک۔ ایام ایقاء کہلاتے ہیں وہ ان دنوں کو زیارت و ملاقات اور ضعفاء و مساکین کی خبر گیری میں پورا کرتے ہیں۔

پھر اس کے بعد کامل ایک ماہ (۱۹ یوم) کے روزے رکھتے ہیں۔ آخری روزہ نوروز کے دن ہوتا ہے جو ۲۱ مارچ ہے۔ ان کے روزے طلوع آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہوتے ہیں۔ صبح صادق سے شروع نہیں ہوتے جیسا کہ حکم خداوندی ہے۔ اور نابالغ مسافر بڑھاپے یا مرض کے باعث ضعیف، حاملہ عورت، دودھ پلانے والی، حائضہ اور نفاس والی عورت سے روزہ معاف ہے، ان تمام پر روزہ کی قضا نہیں۔

سوم حج۔ ان کا حج اس گھر کا ہوتا ہے جہاں اس مذہب کے بانی باب علی محمد رضا نے جنم لیا جو شیراز میں، یا اس گھر کا جہاں بہاء اللہ حسین اقامت عراق کے دوران ٹھہرا تھا۔ اور حج کا کوئی وقت معین نہیں۔

چہارم زکوٰۃ۔ عبد البہاء عباس سے جب زکوٰۃ کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے جواب میں کہا: بہائیت میں زکوٰۃ کا مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اسلام میں ہے۔

نکاح و شادی نکاح صرف ایک عورت سے کرسکتا ہے، ایک سے زیادہ نکاح جائز نہیں البتہ اگر عدالت و انصاف ہو تو جائز ہے۔

عبدالبہاءعباس نے اس کی تشریح یوں کی ہے: نکاح ایک سے زیادہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ دو کے ساتھ نکاح ایسی شرط کے ساتھ مشروط ہے جس کا تحقق ممکن نہیں یعنی عدل و انصاف طلاق ان کے یہاں کروہ ہے اور بہائی مرد غیر بہائی عورت سے اور بہائی عورت غیر بہائی مرد سے شادی کر لیتے ہیں۔ ایک شرط کے ساتھ کہ غیر بہائی کی موجودگی میں بہائی سے نکاح کی آزادی ہو۔

میراث بہائی مذہب میں لڑکا اور لڑکی جملہ حقوق میں برابر ہیں اور دونوں کا سن رشد ایک ہے پندرہ سال غیر بہائی بہائی کا وارث نہیں ہو سکتا۔

علم بہائی مذہب کے بانی نے اپنے چیلوں کو علم سے دور رہنے اور علماء سے بچے رہنے کی دعوت دی اور کتابوں کو یا نہروں میں ملا دیا جائے یا اس کے حروف مٹا دیئے جائیں یا کتابوں کو جلا دیا جائے۔ اس کے خلیفہ نے آکر یہ حکم منسوخ کیا۔

بعض اہم مصنفین بہائی افکار سے متاثر ممکن ہے کہ کسی مسلم اسکالر محقق کے مشاہدہ میں یہ بات آئے کہ بہائی افکار و عقائد مقالات و خطابات اور مستقل کتاب کے قالب میں اس طرح ہمارے روبرو پیش کئے جائیں کہ نئی دنیا کے اہم حوادث پر مناقشہ اور یہاں روزانہ ہونے والی تبدیلیوں پر تنقید و گرفت جیسی شکل لئے ہوئے ہوں چنانچہ حسین احمد نے امارت متحدہ کے رسالے "صحیفۃ الخلیج" کی اشاعت مورخہ ۷ جمادی الاول ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۸۵ء میں ایک مضمون بعنوان "اسلامی پارلیمنٹ کی تاسیس کی دعوت" اس میں مندرجہ ذیل افکار پیش کئے ہیں سو دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے کہ اس میں جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں۔ یہ افکار و آراء بہائی عقائد کے عین مطابق ہیں مضمون میں حسب ذیل مطالبہ ہے۔

(۱) میراث میں مرد و عورت کا برابر حصہ (بہائی مذہب میں بہن بھائی برابر حصہ دار میراث ہیں)۔

(۲) میراث میں مرد و عورت (گواہی) مرد کی شہادت کے برابر تصور ہو (جیسا کہ بہائیوں کے یہاں عام ہے)۔

(۳) اسلامی پردہ کی مختلف دعاوی کے ساتھ تردید (بہائی عورت بالکل پردہ نہیں کرتی) مقالہ نگار حسین احمد امین کا کہنا ہے کہ ان کی مزعومہ اور پیش کردہ پارلیمنٹ مختلف مذاہب و ادیان کے لوگوں سے مرتب ہو (اور بہائیوں کا خیال ہے کہ ان کے مذہب نے ہر مذہب اور ہر مشرب کو اپنے میں ضم کر لیا ہے۔ اور یہ کہ بہائیت کا ظہور تمام دیان یہودیت، نصرانیت، اور اسلام کے لئے پیغام فتح ہے۔ یہ تمام مذاہب بہائیت کے تئیں برابر ہیں۔ یہ فکر دراصل فاشسٹ ہے حسین احمد امین نے کھل کر اس کی دعوت دی۔ وہ کہتا ہے:۔

"ایسے ہی میں یقین کرتا ہوں کہ اسلامی اقدار حیات اور مفاہیم کی قدیم تفسیر کا اعادہ ممکن نہیں کہ وہ ایجابی اور فعال شکل میں پایۂ تکمیل کو پہنچے الا یہ کہ اجتماعی جدوجہد ہو اور اس میں مختلف قسم کی حسنات اور تنوع بتوع مشاریب و احساسات کے افراد کے مخصوص رجحانات کارفرما ہوں"۔

یہ یقیناً توارد کی صورت نہیں بلکہ منظم اسکیم ہے کہ مقالہ نگار اپنے مضمون کی ابتداء بہائیوں کی ایک مشہور اور بدیہی فکر سے کرتا ہے" اور ہم ابتداءً ایک حقیقت واقعہ کے اظہار پر مجبور ہیں جس پر مفکرین کی چھاپ نہیں اور نہ ان کی اسے تائید حاصل ہے اور وہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ:۔

مفاہیم و مدرکات، معتقدات و خیالات اور فہم حیات، زندگی کی قدریں کسی بھی دین میں ایک حال پر نہیں رہتیں اور میری رائے میں تو ہمارے اس عصر میں جہاں

بشری ملت سلامت اور سرگرمی کے بڑے بڑے مواقع منصوبہ بندی اور قواعد اصلاح کے اصولوں کے تحت وجود پذیر ہوئے ہیں، دینی میدان میں منصوبہ بندی اور اصلاحی کوشش ہمارے اس زمانے میں ضروری ہے ان کے بغیر چارہ نہیں۔"

پھر ہمارے سامنے بہائیوں کی مندرجہ ذیل عبارت آئی جو ان کے نشریہ ۱۹۴۷ء میں چھپی۔

"ملل وعقائد کے اہل حل وعقد مفکروں کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ انسانیت اپنے موجودہ امکان میں فیض الٰہی کی زیادہ ضرورت مند ہے"۔

آگے لکھا ہے "عقل منیر عقل روشن کی استطاعت نہیں کہ وہ کہہ سکے کوئی بھی شریعت وقانون ہر زمان ومکان کے ظروف وسوانح سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے" اس طرح ہمیں مشاہدہ ہوتا ہے کہ ان افکار کی نشر واشاعت اور ترویج کس طرح آزاد گفتگو اور علمی بحث کے پردہ میں ہو رہی ہیں۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ مقالہ نشر ہوا ۶ جمادی الاول میں، جو بہائیوں کی سالانہ تقریبات کا دوسرا دن ہوتا ہے، کیا یہ محض اتفاق ہے یا منظم اسکیم ہے؟ آنے والے ایام ان کے اور ان کے اخلاف کے کھڑے کو کھول دیں گے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے۔

بہائیوں کا برطانوی راج اور مغربی سامراج سے ربط وضبط

ہندوستان اور مصر پر برطانیہ کا تسلط تھا۔ اس تسلط واقتدار نے برطانوی سامراج کے سامنے خلافت عثمانیہ کا حیلوں بہانوں سے گھیراؤ اور اس پر قبضہ کرنے کی راہیں ہموار کیں جس کیلئے دنیا بھر کے مسلمان اپنے دلوں میں عقیدت ومحبت کے جذبات رکھتے تھے۔ برطانوی طاقتوں کو سب سے بڑا خطرہ اور ڈر تھا خلافت عثمانیہ کا اعلان جہاد اور اس کے پوشیدہ حملے۔ اس لئے اس کا اہم مقصد تھا مسلمانوں کی صفوں

میں شوشہ چھوڑ دالنے، ان کے درمیان اختلاف و تفرقہ کے بیج بونے اور بعض کو بعض کے ساتھ
ٹکرانے کے لئے مختلف وسائل و اسالیب اختیار کرنا تاکہ اس کی مخالفت ڈھیلی ہو۔
اور مسلمانوں کی صفوں کو توڑنے میں دشواری نہ ہو۔ یہ آپ اور اس کے خیالات بھی انھیں
اپنا بڑا معین دکھائی دیا جو ان کے ناپاک عزائم کی تکمیل میں ان کا مددگار ہوگا۔

باب اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہتا ہے اور وہ خود اسلامی حکومت کا منکر
اور اس کا باغی تھا، وہ ایران کی ہو یا استنبول کی اسی باعث باب کا وجود اور ان
کی دعوتی سرگرمی برطانوی سامراج کے مسلمانوں کی سرزمین میں تسلط و قبضہ اور پنجہ گاڑنے
میں موافق ہی نہیں معاون بھی تھی جب تک باب اپنی دعوتی سرگرمی، مسلمانوں کی تکفیر اسلامی
حکومت کے خلاف اس کے مریدوں کی بغاوت اور فریضہ جہاد کے سقوط پر شدومد سے برقرار
ہے۔ بعینہ یہی مقصد زار روس کا تھا جو عثمانی لشکروں سے لرزہ براندام رہتا
تھا۔ اسی لئے برطانوی کونسل اور روسی کونسل دونوں باب کو جیل سے چھڑانے کے لئے
سید ناصرالدین شاہ کے ہاں سفارشی بن کر گئے جبکہ شاہ نے اس کی پھانسی کا حکم دیدیا
تھا۔ یہ فیصلہ علماء ایران کے ساتھ اس کے طویل مناظرے اور اس کی شکست کے
بعد دیا گیا مناظرے کے دوران اس نے یہ بھی کہا کہ وہ مہدئ منتظر ہے۔

روس و برطانیہ کی سفارشی کوششیں مسترد کر دی گئیں۔ اور اس کی پھانسی کا حکم برقرار
رہا۔ اس کی پھانسی کے بعض شاہدین کا کہنا ہے کہ پھانسی کے وقت اس کے چہرے کی کیفیات
اس خواہ مخواہ کی مصیبت پر ندامت کا پتہ دے رہی تھیں اور رجوع الی الحق۔ راہ راست
پر آنے کی اس نے خواہش بھی کی مگر اس کی باطل غیرت نے اسے مجبور اور شیطان
نے وسوسہ ڈالا اور اسے ارتداد سے واپس نہ آنے دیا۔

مؤلف کشاف فریدیہ کا کہنا ہے کہ انگریز نے محسوس کیا کہ اس کی آخری امید
میرزا حسین بہا جن کی وجہ سے بابی تحریک "بہائی" کہلائی ــــــ ان کی مدد و نصرت

اور ایران میں بابی تحریک کے چراغ گل ہونے کے بعد اس کی دعوت کی کامیابی کے لئے اس کو ضروری اسباب مہیا کرتا ہے۔ اس کے لئے برطانیہ، روس اور یہود کی عالمی برادری کے تعاون سے اس کی دستگاری کے واسطے ہر ذریعہ اور واسطہ اختیار کیا چونکہ اس کی شخصیت میں انھیں ایسے شخص کی جھلک دکھائی دے رہی تھی جو ان کی عہدہ اور جلیل القدر خدمات انجام دے سکتا ہے۔

بہائیت کی انگریز دوستی اور یہود کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا اس کا تیسرا قائد عبد البہا یا عباس ابن ابکر نہ صرف مظہر تھا بلکہ مرجع تھا جو اس کی تقریر لندن پر جو وہاں کے مختلف گرجوں اور متفرق محفلوں میں کی ہیں ہر آدمی کو محسوس ہو سکتی ہے جنمیں وہ انگریز سے مخاطب ہو کر کہتا ہے "آپ کی محبت کی مقناطیس نے مجھے اس حکومت کی طرف کھینچا ہے کہ ایک دوسرے خطبہ میں کہتا ہے "لوگوں نے بنی اسرائیل اور مسیحؑ اور دوسرے پیغمبروں کی تعلیمات کو بھلا دیا۔ بہاء نے آکر ان کی تجدید کی —— اور نصاریٰ کو راضی کرنے اور یہود سے رشتہ جوڑنے کی خاطر حضور اکرم حضرت محمد صلی علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پاک سے گریزاں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ نصاریٰ کے مجمع میں تقریر کے دوران کہا: حضرت مسیح علیہ السلام ایک حقیقت الہیہ اور آسمانی کلمہ جامعہ ہے جس کا نہ اول ہے نہ آخر اور اس کے لئے ظہور و اشراق اور طلوع و غروب ہے۔ ہر زمانے میں کہ ـــــ اور کہتا ہے: مغربی تمدن مشرقی تہذیب سے آگے بڑھ گیا۔ اور مغربی آرار بہ نسبت مشرقی آرار کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قریب ہیں۔

بہائیت یہودیت اور صیہونیت گٹھ جوڑ

بہائیت کے خود اپنے ہی ذرائع سے صیہونیت سے اس کا رابطہ اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سامراجی

ذہنیت ظاہر ہے ہم کچھ یہاں ذکر کرتے ہیں اور فیصلہ قاری کے ہاتھ میں ہے:

(۱) الاخبار الامریۃ جسے بہائیوں کی وطنی محفل روحانی نکالتی ہے، اس نے اپنے عدد ستمبر ۱۹۵۱ء میں بہائی رئیس اعلیٰ صیہونی وزیر اداین کے ساتھ گفتگو نقل کی ہے جس میں وہ کہتا ہے "حکومت اسرائیل کی سرزمین بہائی۔ یہودی، نصاریٰ اور مسلمانوں کی نظر میں مقدس ہے۔

آب سے پچاس سال پہلے عبدالبہاء نے ایک مضمون لکھا۔ آخر میں فلسطین یہود کا وطن بن جائے گا۔ یہ گفتگو اسی وقت مطبوع ہوئی اور خوب اشاعت پذیر ہوئی۔

(۲) توقیعات مبارکہ ۲۷ مؤلفہ شوقی آفندی۔ فرقہ بہائیہ کا تیسرا قائد ورہبر، میں ہے۔

"وعدہ حق پورا ہوا، انبیاء خلیلؑ وکلیمؑ کے وارثوں کے لئے اور اسرائیلی گورنمنٹ مقدس سرزمین میں قائم ہوگئی اور اس کے اور بہائیوں کے مرکزی جامعہ کے درمیان تعلقات مضبوط ہوگئے۔ اسرائیلی گورنمنٹ نے برملا اس کا اعتراف کیا۔"

(۳) اخبار امریہ مطابق اکتوبر ۱۹۶۱ء میں روحیہ ماکسویل۔ زوجہ شوقی آفندی اور موجودہ سربراہ کا ایک اخباری انٹرویو شائع ہوا ہے۔

"اگر ہم خود مختار ہیں تو مناسب یہ ہے کہ یہ نیا دین۔ بہائی مذہب ہے۔ کسی نئے مملکت میں ہو، وہاں یہ بال و پر نکالے اور پروان چڑھے، اسرائیل کے ساتھ ہمارے روابط اور ذہنی ہم آہنگی حقیقت یہ ہے کہ اب ضروری ہے کہ صحیح صورت کا ظاہر کرنا، ہمارا اور اسرائیل کا مستقبل دونوں باہم مربوط ہیں، ایک سلسلے کی طرح۔

(۴) بہائیوں کا مرکزی تشکیلی مرکز جس کا نام بیت العدل ہے فی الحال اسرائیل میں پایا جاتا ہے جس پر نو آدمیوں کی ایک کمیٹی نگراں ہے ——— (باقی صفحہ ۲۸۲)